غمِ شہ کا گر داغ دل پر رہے
سلامی! لحد بھی منوّر رہے

اک افسانۂ بیکسی رہ گیا
نہ قاتل رہا اور نہ سرور رہے

صبا لے کے جا میرے پھولوں کی بو
دماغِ عدو بھی معطّر رہے

فقیروں کی کیا موت، کیا زندگی
جگہ جس جگہ مل گئی، مر رہے

بدن گھل گیا، مثلِ تیغِ اصیل
نہ کس بل رہا اور نہ جوہر رہے

پسر گو تھے زینب کے چھوٹے بڑے
لڑائی میں دونوں برابر رہے

قیامت ہے، کفار سیراب ہوں
جگر تشنہ، مختارِ کوثر رہے

وہ ہے آدمی، جس سے ہو کارِ خیر
بشر وہ، جو دنیا میں بے شر رہے

پئیں گے شرابِ طہورا کے جام
اگر حبِ ساقیِ کوثرؐ رہے

جنازہ اٹھانا ہے احباب کو
مناسب ہے گر جسم لاغر رہے

چڑھائیں عدو اس کو نیزے پہ آہ
محمدؐ کے زانو پہ جو سر رہے

نہ کھائی برس دن بھی یاں کی ہوا
بہت کم زمانے میں اصغر رہے

کبھی لاش اٹھائی، کبھی رو دیے
اِسی شغل میں شاہ دن بھر رہے

زمانے میں یکساں گزرتی نہیں
مشقت کی بھی طبع خُوگر رہے

کہا شہ نے سر ہو گئی راہِ عشق
جو ثابت قدم زیرِ خنجر رہے

ق

عمرؔ سے کہا فوج نے خوب ہے
اگر پردۂ آلِ اطہر رہے

محمدؐ کی حرمت کا لازم ہے پاس
محافے میں زہراؔ کی دُختر رہے

کہا شمر نے اس طرح لوٹیو!
کہ سر پر کسی کے نہ چادر رہے

نہ پھیلائیو ہاتھ ہرگز انیسؔ
فقیری میں بھی دل تونگر رہے